قاری محمد لقمان
ڈاکٹر ایس ایم سعید

''علامہ قاری محمد طیّب قاسمیؒ کی علمی و ادبی خدمات پر ایک نظر''

دنیائے اسلام میں دارالعلوم دیوبند الہند ایک عظیم جامعہ کا درجہ رکھتا ہے، جس نے پوری دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا اور اس کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ دارالعلوم دیوبند نے دنیائے اسلام میں اپنے قیام سے لے کر اب تک ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں عظیم المرتبت عالم و فاضل پیدا کیے، ان ہی فارغ التحصیل علماء نے دنیا کو تاریکی سے روشنی میں لانے کی کوشش کی، ان ہی عظیم لوگوں میں ایک شخصیت جنھیں دنیائے اسلام حضرت علامہ قاری محمد طیّبؒ کے نام سے جانتی ہے۔

آپؒ کا نام علمی وادبی دنیا میں ایک جگمگاتے ستارے کی مانند ہے۔ حضرت قاری محمد طیبؒ ایک شعلہ بیان خطیب اور واعظ ہونے کے ساتھ ایک عظیم درجے کے مصنف بھی تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کی ان شخصیات میں شامل ہیں جنھوں نے اپنے علمی و قلمی خدمات سے اپنا ایک مقام بنایا، اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ آپ نے دارالعلوم دیوبند کے بانی کے علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور آپ کے اساتذہ میں وہ لوگ شامل ہیں جنھوں نے دارالعلوم دیوبند کو ایک ایسا ادارہ بنایا جس کے ذریعے پورے عالم میں علم کی شمعیں روشن ہوئیں اور تا قیامت ہوتی رہیں گی۔ اسی طرح حضرت علامہ قاری صاحبؒ کی علمی خدمات اتنی وسیع ہیں کہ ان کا احاطہ چند الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لیے کئی صفحات درکار ہوں گے۔ آپ نے جو علمی و ادبی معلومات سے بھرپور کتب اور کتابچے تحریر فرمائے وہ دینی معلومات کے کسی بھی خزائن سے کم نہیں ہیں جن لوگوں نے آپ کے علمی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے وہ یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ اسلامی دنیا میں آپؒ کی علمی خدمات ہر لحاظ سے بہت بلند معیار رکھتی ہیں اور ان کے ذریعے کسی بھی طالب علم یا اسکالر کو صحیح اور مناسب رہنمائی مل سکتی ہے۔ آپ کی علمی وادبی خدمات میں تمام بنیادی دینی معلومات کے ساتھ اسلامی فقہ، اصول فقہ، فتاویٰ اور دیگر موضوعات کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث کی تشریح و تفاسیر بھی شامل ہیں۔ آپ اپنے ایک ایک لفظ سے قرآن و احادیث کی حکیمانہ نکتہ آفرینی خالص عالمانہ زبان میں حقائق و معارف اور اسرار و حکم کی ایسی نقاب کشائی فرماتے تھے کہ علما فضلا، اساتذہ و شاگرد تو ایک طرف عوام اور کم پڑھے لکھے لوگ بھی مسحور ہو کر رہ جاتے

تھے۔ آپؒ نے اسلامی علوم ومعلومات کے تقریباً سب ہی موضوعات پر اپنا قلم اٹھایا جن کی ایک طویل فہرست ہے اور یہ تحریرات وتصنیفات انتہائی سادہ ہونے کے ساتھ جامع ہیں کہ ان کے ذریعے ایک عام قاری آپ کی بات کو انتہائی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحبؒ نے فلسفہ اور منطق جیسے اہم موضوع پر بھی اپنی شاہکار تحاریر چھوڑی ہیں جو رہتی دنیا تک اسلامی علوم کے پیاسوں کو سیراب کرتی رہیں گی۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ آپؒ نے اپنی بات کو لفاظی سے بیان نہیں کیا بلکہ ٹھوس دلائل اور حوالہ جات پیش کیے، اس طرح ایک قاری اور پڑھنے والا کسی تشنگی کا شکار نہیں رہتا، اور پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہے۔ آپ کے علمی نسخوں کو پڑھ کر آپ کا مخالف یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے جو بات بیان کی ہے وہ ہر طرح سے درست ہے اور کسی بھی پہلو سے مبالغہ آرائی پر مبنی نہیں ہے۔[۱]

حضرت علامہ قاری طیّب نے خصوصی دعوت پر دنیا کے تمام مشہور ممالک اور وہاں کی بین الاقوامی جامعات اور یونیورسٹیوں کے دورے فرمائے اور وہاں اپنی خطابت وشعلہ بیانی اور علمی خدمات کے جوہر دکھائے اور وہاں کے عوام الناس سے بھی مخاطب ہوئے اور اسلام اور تقابل ادیان پر اہم خطبات ارشاد فرمائے، جو علمی دنیا میں ایک شاہکار ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی اس سے مستفید ہوئے اور بہت سے غیر مسلم آپ کے مواعظ سن کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ بات آپ کی علمی وادبی شخصیت ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے۔

آپ کی ان تمام صفات ہی کا کرشمہ تھا کہ آپ دارالعلوم دیوبند کے سب سے طویل عرصہ یعنی تقریباً ساٹھ سال تک معلم ومنتظم کے مرتبہ پر فائز رہے اور اپنے صحیح علم سے اپنے بعد بے شمار شاگرد چھوڑے جو کہ پورے عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں اپنے عظیم معلم کی تعلیمات کو پھیلانے میں مصروف ہیں اور اس طرح دین اسلام اور اسلامی علوم کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اور ان کے خلوص کا صدقۂ جاریہ کا یہ سلسلہ پوری طرح سے جاری وساری ہے۔

حضرت حکیم الاسلام کی علمی وادبی خدمات پر ایک نظر:

حضرت کی ہر کتاب اور تصنیف کا ایک تاریخی پس منظر ہے جب بھی کسی موضوع پر قلم اٹھایا تو اس کے پیچھے کچھ خاص حقائق کارفرما تھے۔ علامہ سے جب علمی سوالات پوچھے گئے یا ان کے گردوپیش کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ ان حالات میں عامتہ الناس کی رہنمائی کی شدید ضرورت محسوس ہوئی یا اسلامی حلقوں میں کسی فتنہ نے سر اٹھایا اور اس کے سدباب کے لیے کچھ نہ کرنا ایک گناہ کبیرہ سمجھا اور ایک اسلامی اسکالر کی حیثیت سے آپ نے یہ ذمے داری محسوس کی اور آپؒ نے اپنے قلم کے ذریعے صرف ایک جواب یا مضمون

نہیں بلکہ حقائق کی بنیاد پر پوری ایک کتاب لکھ ڈالی اوراس طرح واقعی اس فتنہ یا شورش کا خاتمہ ہو گیا اور ایسا بہت دفعہ ہوا اوراس طرح ان کی وہ کتاب یا تصنیف جو کہ مخصوص حالات کے تناظر میں لکھی گئی تھی ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کی علمی رہنمائی کرتی رہے گی۔۲

ذیل میں ان کی کچھ کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

تعلیماتِ اسلام اور مسیح اقوام:

یہ کتاب علامہؒ نے مذہب اسلام اور عیسائیت کے تقابل میں لکھی ہے۔اس کے مطالعہ سے قاری کو حیرت ہوتی ہے کہ حضرت علامہؒ نے تقابلِ ادیان پر ایک انتہائی شاہکار کتاب تحریر فرمائی اور اس کو پڑھ کر حقیقت آشکار ہوتی ہے اور اسلامی کی حقانیت کا علم ہوتا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ علمی میدان میں حضرت علامہؒ صاحب کی موضوع کے لحاظ سے اتنی اچھی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی تو بے جا نہ ہوگا۔اس میں آپؒ نے مسیح اقوام کی بودوباش اور معاشرت پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور وضاحت سے بتایا ہے کہ افسوس کا مقام ہے کہ مسیحی برادری اپنی تعلیمات کو بھول گئی ہے۔حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کبھی یہ نہیں کیا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰؑ صاف اور واضح انداز میں خدا کی واحدانیت پر یقین رکھتے تھے اور تمام زندگی اپنی قوم کو بھی اسی کی تلقین و تبلیغ کی۔۳

۱۔تحقیقاتِ حکیم الاسلام:

حضرت علامہ قاری محمد طیّب نے تحقیقات کے موضوع پر درجِ ذیل مقالات و تالیفات فرمائیں، یہ موضوعات انتہائی اہم ہیں:

۱۔حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار،۲۔معیارِ حق،۳۔حضراتِ صحابہ کرامؓ کا مقام،۴۔میلادالنبی ﷺ کی شرعی حیثیت،۵۔مسئلہ تقدیر،۶۔معجزہ کیا ہے؟،۷۔علمِ غیب،۸۔اعتقاد اور تقلید کا شرعی حکم،۹۔تصویر اسلام کے آئینے میں،۱۰۔کشف اور اسلام،۱۱۔راکٹ اور اسلام،۱۲۔چانداور سورج وغیرہ کی گردش۔

۲۔تنقیحاتِ حکیم الاسلام:

علامہ صاحبؒ نے اس موضوع پر درج ذیل تحقیقی مقالات لکھ کر علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔ان تمام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تالیفات وقت کے تناظر میں لکھی گئی، لیکن ان کی اہمیت و ضرورت آج بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کے اس وقت تھی۔۴

۱۔کلمہ طیبہ قرآن وسنت کی روشنی میں،۲۔نظریہ دوقران پر ایک نظر،۳۔شہیدِ کربلا اور یزید،۴۔عرب

اسرائیل جنگ کا ثمرہ، ۵۔اسرائیل کتاب وسنت کی روشنی میں، ۶۔حقیقت جز وسائنس، ۷۔سورۃ الفیل میں پرویزی تحریف، ۸۔دارالعلوم کا ایک فتویٰ اور اس کی حقیقت، ۹۔شیعہ حضرات کی طرف سے پھیلائی ہوئی غلطیوں کا ازالہ، ۱۱۔حضرت تھانویؒ کی ایک عبارت کی توضیح۔

۳۔توضیحاتِ حکیم الاسلام:

حکیم الاسلام کی درج ذیل کتب ومقالات مختلف مسائل کے تناظر میں لکھے گئے اور ان کی اہمیت بھی مسلم ہے:

۱۔کلمات طیبات، ۲۔تحریک وتبلیغات کی کامیابی، ۳۔مسئلہ قربانی پر ایک نظر، ۴۔عالم برزخ، ۵۔مسلم پرسنل لاء کے شرعی اصول، ۶۔اردو زبان کی شرعی حیثیت، ۷۔دارالعلوم دیوبند کا بنیادی اصول ومسلک، ۸۔دینی دعوت کے قرآنی اصول، ۹۔غلاف کعبہ اور غلاف قرآن، ۱۰۔سمت قبلہ معلوم کرنے کا اسلامی طریقہ، ۱۱۔اسلامی آزادی کا مکمل پروگرام، ۱۲۔بانی دارالعلوم دیوبند، ۱۳۔علماء دیوبند کا دینی رُخ اور مسلکی مزاج، ۱۴۔حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی آبِ حیات۔۵

۴۔تشریحاتِ حکیم الاسلام:

اسلام ایک عالمگیر اور امن کا مذہب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ اخلاق سے دنیا میں پھیلایا۔ حضرت علامہ صاحبؒ نے اسی بات کو بنیاد بنا کر اسلامی اخوت اور دنیا کے دیگر مذاہب کے تقابل کے تناظر میں ذیل میں دیے گئے مقالات تالیف فرما کر ان کی تشریح بیان فرمائی اور فرمایا کہ اسلام انسان اور دنیا کا فطری مذہب ہے اور ثابت کیا کہ دین (اسلام) میں کوئی جبر اور زبردستی بھی نہیں ہے، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے اور اس میں زندگی گزارنے کے تمام اصول وضوابط موجود ہیں اور یہی کامیابی کا راستہ:

۱۔عالمی مذہب، ۲۔اسلام اور عالمی امن واخوت، ۳۔اسلام کا اخلاقی نظام، ۴۔عالمِ انسانیت کا مکمل قانون، ۵۔اسلام کے دو امتیازی پہلو حجت اور اجتماعیت، ۶۔اسلام اور فرقہ واریت، ۷۔اسلام اور سائنس، ۸۔داڑھی کی شرعی حیثیت، ۹۔نکاح کی حقیقت۔

۵۔تجلیاتِ حکیم الاسلام:

درج ذیل تحریرات میں اسلام کا دنیا کی دیگر تہذیب سے تقابلی جائزہ اور موازنہ کیا گیا ہے اور دیگر امور پر روشنی ڈالی گئی ہے:

۱۔اسلامی تہذیب (التشبہ فی الاسلام)، ۲۔اسلام اور مغربی تہذیب، ۳۔اسلامی تعلیمات اور مسیحی اقوام۔۶

۶۔کمالاتِ حکیم الاسلام:

یہ مقالات و تالیفات اسلامی مسائل و احکام کی روشنی میں ترتیب دیے گئے ہیں، ان کی اہمیت ہر وقت اور ہر دور میں رہتی ہے:

۱۔نکاح، طلاق عقل شرح کی روشنی میں، ۲۔انسانیت کا امتیاز، ۳۔فلسفۂ نعمت و مصیبت، ۴۔فطری حکومت، ۵۔حفظانِ زندگی اور عجائبات برزخ۔

۷۔سیرتِ خیر الانام حکیم الاسلام:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ مقالات حضرت علامہؒ نے نبیِ آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یعنی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انتہائی احتیاط واحترام سے تحریر فرمائے:

۱۔آفتاب نبوت ﷺ (حصہ اوّل۔دوم)، (۲) شانِ رسالت ﷺ، ۳۔سیرتِ قرآنی، ۴۔سیرت رحمۃ اللعالمین ﷺ، ۵۔خاتم النبین ﷺ، ۶۔پیغام حیات ﷺ۔

۸۔افاداتِ حکیم الاسلام:

علامہ قاری محمد طیب صاحبؒ کے افادات علمی لحاظ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور ایک مسلم کو تمام اخلاقی تعلیمات فراہم کرتے ہیں:

۱۔فضائل یومِ جمعۃ المبارک، ۲۔تحفۂ مومن، ۳۔خطبہ صدارت جمعیۃ العلماء مراد آباد، ۴۔خطبہ صدارت مسلم پرسنل لاء (اجلاس اوّل)، ۵۔مسلمان اور شرک، ۶۔سورۃ الکافرون کی روشنی میں، ۸۔حکمتِ قاسمیہ، ۹۔بقائے باہم کا سیکولرازم، ۱۰۔عید الفطر اور اجتماعیت کبریٰ، ۱۱۔آستانہ خداوندی اور کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چند دن، ۱۳۔رسالۃ المساجد، ۱۴۔یادِ حسن، ۱۵۔وداع النبی ﷺ (خطبہ استقبالیہ)، ۱۶۔صد سالہ اجلاس دار العلوم دیو بند، ۱۷۔وعظ یوسفی، ۱۸۔مقامِ نبوت اور اس کے آثار و مقاصد، ۱۹۔نماز اور حج، ۲۰۔جمعیت علماء ہند کی تنظیم اور ان کا ایک پیغام علمی سوالات۔ے

۹۔تواریخ و شخصیاتِ حکیم الاسلام:

حضرت علامہؒ کا یہ مجموعہ مقالات تاریخ اور شخصیات کے حوالے سے مشہور ہے، اس میں چیدہ چیدہ علمائے واساتذہ کا تذکرہ مضمون کی صورت میں کیا گیا ہے اور دار العلوم کی تاریخ پر بہت کچھ لکھا ہے:

۱۔یادِ ایام (اپنے بارے میں ایک ریڈیائی تقریر)، ۲۔تاسیس دار العلوم دیو بند، ۳۔پچاس مثالی شخصیات، ۴۔مختصر تاریخ دار العلوم دیو بند، ۵۔دار العلوم دیو بند ایک نظر میں، ۶۔روایاۃ الطلب، ۷۔مشاہیر امّت بیادِ خلیل، ۸۔حیات انور (علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین

احمد مدنیؒ مضمون علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، ''آہ! حمد غریب علمائے سندھی کی شاندار تاریخ کا ایک ورق''، ۹۔ علامہ کی یاد (علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ کے بارے میں مضمون)، ۱۰۔ ایک جامع شخصیت مولانا حسین احمد مدنی، ۱۰۔ مضمون بیاد حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔

۱۰۔ مشاہداتِ حکیم الاسلام:

حضرت علامہؒ نے ان مضامین میں اپنے مختلف مما لک کے سفر کے دوران پیش آنے والے ذاتی مشاہدات کو جگہ دی ہے، کیوں کہ سفر کے دوران مختلف لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور بہت سے نئے تجربات و مشکلات کا واسطہ پڑتا ہے اور ایک جید عالم کے مشاہدات آنے والے اسکالرز کے لیے روشنی کی حیثیت رکھتے ہیں:

۱۔ سفر نامہ برما، ۲۔ سفر نامہ مقاماتِ مقدسہ و تاثر سفرِ کشمیر، ۳۔ دیارِ مقدس سے واپسی، ۴۔ مکتوبِ حجاز، ۵۔ سفر کشمیر، ۶۔ سفر نامہ افغانستان، ۷۔ سفرِ حج کے یادگار تاثرات فیوض الحرمین، ۸۔ پاکستان میں چند روز، ۹۔ سفر نامہ یورپ۔۸

۱۱۔ تقریضاتِ حکیم الاسلام:

تقریضات میں مختلف کتب و تفاسیر پر لکھے گئے مقدمہ بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، درج ذیل کتب اپنے دور کے اعلیٰ علماء کرام نے تحریر کیں اور ان پر حضرت علامہؒ کے تحریر کردہ مقدمات نے ان کی اہمیت میں اضافہ کیا۔ ان کے مطالعے سے ہم کتب و رسائل کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور ان کی یہ خدمات بھی علم و ادب کے میدان میں ایک مشعل کی طرح ہیں:

۱۔ مقدمہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ۲۔ مقدمہ انوار قاسمی، ۳۔ مقدمہ اخلاق و ادب، ۴۔ مقدمہ چہل حدیث، ۵۔ مقدمہ نقش و دوام، ۶۔ مقدمہ انوار الباری، ۷۔ مقدمہ الادب الغرور، ۸۔ مقدمہ سیرتِ پاک ﷺ (مصنفہ مولانا محمد میاں)، ۹۔ مقدمہ مکتوباتِ شیخ الاسلام، ۱۰۔ مقدمہ تفسیر کشف الرحمٰن (کلامی سجدہ)، ۱۱۔ مقدمہ موضح القرآن، ۱۲۔ مقدمہ حیات العلماء، ۱۳۔ مقدمہ العاجلۃ النافعہ، ۱۴۔ مقدمہ فیض الباری، ۱۵۔ مقدمہ زجاجۃ المصابیح، ۱۶۔ مقدمہ اخلاق و ادب۔

۱۲۔ ارشاداتِ حکیم الاسلام:

۱۔ مجالس حکیم الاسلام، ۲۔ ملفوظاتِ حکیم الاسلام

علامہ صاحبؒ کی ہر کتاب علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے کافی ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ علامہ صاحب کی علمی خدمات اظہر من الشمس کی طرح ہیں، آپؒ کی علمی و ادبی خوبیاں بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آج اس بات سے دنیا کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ آپ کی کتابوں کی فہرست پڑھ کر ہی سمجھ میں آتا ہے کہ علامہؒ کس اعلیٰ پائے کے مصنف ادیب تھے۔۹

ہماری علمی تاریخ کو زندگی بخشنے والے افراد میں حضرت علامہ قاری محمد طیبؒ کا نام بہت معتبر اور مستند ہے۔ آپ کی علمی و ادبی خدمات کا دائرہ تقریباً ساٹھ سال پر محیط ہے۔ علماء کرام کی صف میں یہ ایک ایسا نام ہے جو بزرگوں کے علم کا امین ہے، اکابر کی روایات کا پاسدار اور سلف کے مجاہدانہ کارناموں کا علم بردار ہے۔ ذہانت، ذکاوت، علم، کمال آپؒ کو ورثہ میں ملا تھا اور بجز ذاتی جدو جہد نے علمی و ادبی صلاحیتوں اور کمالات کو سند کا درجہ عطا کر دیا تھا۔

علامہ قاری محمد طیّب کے علمی و ادبی کارناموں کا اہمیت:

حضرت علامہ طیّب صاحبؒ کے علمی و ادبی کارناموں کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، آپ کے وہ اعلیٰ پائے کے ہیں جن میں سنجیدگی، اخلاقیات، برداشت، نظم وضبط، مذہبی ہم آہنگی، حکمت کو جگہ دی گئی ہے۔

علامہ قاری طیّب کے علمی و ادبی کارناموں کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ ان کے پس منظر کو بتانے کی کوشش کی جائے، تاکہ ان کو سمجھنے میں سہولت اور مدد ملے۔ علامہ نے علم و ادب کی دنیا میں بہت کام کیا ہے، یہاں ہم ان سب کو احاطہ تحریر میں تو نہیں لا سکتے لیکن جہاں تک ممکن ہو اختصار کے ساتھ ان پر روشنی ڈالیں گے۔

حضرت علامہؒ نے اسلامی تعلیمات اور دینی امور اور فقہ اصول فقہ اور فتاویٰ کے نکات اس طرح پیش کیے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث سے بالکل مطابقت رکھتے ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ وہ علمی و ادبی دنیا میں شاہکار ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ فلسفہ و منطق پر بھی انتہائی عرق ریزی سے کام کیا ہے، آپ نے شواہد کو لفاظ سے نہیں بلکہ منطقی و مدلل طریقے سے پیش کیا، آپ کی کسی بھی کتاب کا مطالعہ کیا جائے، قاری کو تشنگی نہیں رہتی وہ پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہے۔ یہی ایک اچھے مصنف کی پہچان ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے درمیان تقابل پر بھی آپ کی علمی و ادبی خدمات ناقابل فراموش ہیں، آپؒ نے ہر مذہب کی حقیقت بیان کی ہے اور اسلامی کی حقانیت کو مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے۔[۱۰]

یہاں اس بات کا ذکر کرنا انتہائی ضروری ہے کہ آپؒ کے ناقد بھی جب آپ کی کسی کتب کا مطالعہ کرتے یا آپ کے خطبات سنتے تھے تو دلائل کی روشنی میں وہ آپ کی بات سے متفق ہو جاتے تھے۔ اس سے آپ کی علمی و ادبی خدمات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

علامہ قاری محمد طیّبؒ بحیثیت ایک شاعر:

علامہ قاری محمد طیّب ایک معتبر عالم، بے مثال خطیب، متقی پرہیز گار شخصیت کی حیثیت سے پورے جنوبی ایشیاء اور پوری دنیا میں مقبول و مشہور تو تھے لیکن بہت کم لوگ اس بات سے آگاہ تھے کہ آپ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔ آپ کو شعر و ادب سے خصوصی دل چسپی تھی۔ آپ کا ایک شعری مجموعہ ''عرفان عارف'' کے نام

سے شائع ہوا۔ جس میں تقریباً ۲۸۰ صفحات تھے اور اس میں شامل اشعار کی مجموعی تعداد ۴۲۰۷ ہے۔ اس میں تین زبانوں کے اشعار شامل ہیں، فارسی کے ۱۴۳۳، عربی کے ۱۱۷۰ اور اردو کے تقریباً ۱۳۰۷ اشعار شامل ہیں۔ اس کے علاوہ درج ذیل شاعری کے مجموعات بھی ہیں جن میں آپ نے اسلامی علوم وحکمت بیان کی ہیں جس کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

ا۔ عرفانِ عارف، ۲۔ جنون و شباب، ۳۔ جذبات الم، ۴۔ نعتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵۔ آنکھ کی کہانی۔

جس طرح آپ نے اپنی تحریروں سے معاشرے کی خدمت کی اور انقلاب برپا کیا اسی طرح مختلف شعری صنفِ ادب میں شاعری کر کے آپ نے اس ہنر کے ذریعے بھی علمی وادبی خدمات انجام دیں۔

علامہؒ کے بارے میں اکبرالہ آبادی کا تاثر:

لسان العصر اکبرالہ آبادی نے ایک انگریزی نظم کا منظوم ترجمہ ''پانی کی روانی'' کے عنوان سے کیا تھا۔ حضرت علامہ قاری طیّب صاحبؒ نے اس نظم کی پیروی میں ایک دوسری نظم ''اسلام کی روانی'' کے عنوان سے کہی، جو رسالہ ''القاسم'' میں ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی۔ اس پر اکبرالہ آبادی نے اس نظم کو پڑھ کر خوشی کا اظہار کیا اور انھوں نے مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم دارالعلوم دیو بند کے نام ایک خط میں اپنا تاثر اس طرح پیش کیا: ''مولانا طیّب کی نظم اسلام کی روانی نظر سے گزری، ماشاءاللہ جزاک اللہ نقاش نقش ثانی بہتر کشہ زوال'' (خاکسار اکبرالہ آبادی)۔[۱۲]

علامہ قاری محمد طیّب کے بارے میں علامہ عبدالماجد دریا آبادی کا تاثر:

علامہ قاری محمد طیّبؒ کی آنکھ کا آپریشن جنوری ۱۹۶۳ء کو ہوا۔ آپ بستر آپریشن پر تھے، یہاں آپ نے ایک طویل نظم کہی جس کا موضوع آنکھ تھی، یہ ایک معرکتہ الآرا نظم ہے۔ اس نظم میں آنکھ سے متعلق مختلف کیفیات، حقائق، فوائد نہایت بلند پایہ انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ جب یہ نظم چھپی اور منظر عام پر آئی تو اہل علم نے نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اردو زبان کے مشہور انشاپرداز اور ادیب مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اس نظم سے متعلق اپنی رائے اور تاثر کا اظہار کیا: ''حضرت محترم! السلام علیکم! آنکھ کی کہانی، آں محترم کا عطیہ میں نے پڑھی سبحان اللہ، ماشاءاللہ، مجھے علم نہ تھا آپ کو شعر وادب میں اس درجہ کمال قدرت حاصل ہے۔ ذالک فضل اللہ کیا کیا قافیے نکالے ہیں، کیسے کیسے مضمون باندھے ہیں، پیشہ ور شاعروں کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ نہ کہیں جھول، اتنی طویل نظم میں آمد ہی آمد، خوش دماغ تو بحیثیت ایک قاسم زادہ تو آپ تھے ہی اب معلوم ہوا کہ ماشاءاللہ خوش الحان اس درجہ میں ہیں، ماشاءاللہ، دعا گو، عبدالماجد دریا آبادی، ۱۵؍دسمبر ۱۹۶۴ء''۔

حضرت علامہ قاری محمد طیب کے اس علمی بیش بہا سرمائے کو ہندوستان، پاکستان اور دیگر دنیا کے ممالک کے کتب خانے اپنے حسب ضرورت اور صوابدید کتابوں کی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ نیز جہاں یہ حقیقت ہے کہ سائنسی ترقی سے مغرب بے خدا تمدن اور بے حیا تہذیب اسلام کے باخدا تمدن اور باحیا تہذیب کے برخلاف زبردست محاذ قائم کر کے عقائدی الحاد اور عباراتی اشتہارات کے بے شمار دروازے کھول دیے ہیں، لیکن یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ گزشتہ صدی میں حضرت علامہؒ کے ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ کے علاوہ چالیس سے زیادہ ممالک کے دوروں میں علامہ قاری طیّب صاحبؒ کے پُر تاثیر خطبات، فکری طور پر الحاد کی طرف مائل اور اشتقاتات سے دوچار لاتعداد افراد کے لیے وسیلۂ نجات دین پرُ استقامت بھی بنے ہیں۔ یہ آپ کی علمی و ادبی کام یابی کی اہمیت ہے۔ آپ کس طرح کے خیالات رکھتے تھے اور کیسے آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنی کاوشوں میں مصروف عمل رہے۔[۱۳]

علامہ قاری محمد طیّب کا نثری اُسلوب:

حکیم الاسلام حضرت علامہ قاری محمد طیّب کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و معنوی خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان کی زندگی علم و عمل، رشد و ہدایت، وعظ و خطابت اور تحریر و صفات سے تو مرصع تھی ہی، لیکن اس کے ساتھ آپ کو نثر کے میدان میں قدرت حاصل تھی، وہ نازک نازک مسائل میں علمی و ادبی نکات تلاش کر کے اپنی ذہانت کا لوہا اپنے قاری سے منوا لیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ قاری صاحبؒ نے لغو اور بے ہودہ باتوں کو کبھی اپنی تحریر میں جگہ نہیں دی۔ آپ کی تصنیفاتِ عالیہ اور تحریر کردہ رسائل و مقالات میں شائع شدہ مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات ان کے ذہن میں فی البدیہہ اس قسم کے مضامین ہو جاتے جن کو موقع ملنے پر آپ قلم بند کر لیتے تو محفوظ رہ جاتے، لیکن بہت سے مضامین محفوظ ہی نہ رہے ہوں یا انھیں ہجومِ کام کے باعث قلم بند ہی نہ کر سکے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا بہت سا علمی سرمایہ عوام تک نہ پہنچا ہو۔[۱۴]

حواشی

۱۔ سید محبوب رضوی، ''تاریخ دارالعلوم دیوبند''، مکتبہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹۹۳ء۔

۲۔ محمد اسعد صدیقی، ''ذکرِ طیب'' (ماخوذ از: دارالعلوم دیوبند کی ایک مظلوم شخصیت)، ص ۲۰۵ تا ۲۱۳۔

۳۔ ڈاکٹر محمد نواز دیوبندی، ''تاریخ دارالعلوم دیوبند''، نواز پبلی کیشنز دیوبند انڈیا، جنوری ۲۰۰۰ء۔

۴۔ مولانا حبیب اللہ قاسمی، ''مجالسِ حکیم الاسلام''، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، پاکستان، ۱۴۱۷ء۔

۵۔ محمد اکبر شاہ بخاری، ''ذکرِ طیّب''، مکتبہ ملت دیوبند انڈیا، ۱۹۹۲ء، ص ۲۱۷۔

۶۔ مفتی عبدالشکور ترمذی، ماہ نامہ ''الرشید''، ۱۹۸۳ء۔
۷۔ مجالس حکیم الاسلام، بحوالہ ''انوارِمدینہ''، ۲۰رفروری ۱۹۸۴ء، محمد عبیداللہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور، پاکستان۔
۸۔ محمد اکبر شاہ بخاری، ''ذکرِ طیّب''، مکتبہ ملت دیوبند انڈیا، ۱۹۹۲ء، ص ۲۱۷۔
۹۔ محمد تقی عثمانی، ''نقوشِ رفتگاں''، (بحوالہ ماہ نامہ البلاغ کراچی شمارہ نمبر۱۲) فرید بک ڈپو، نئی دہلی، انڈیا۔ ۲۰۰۶ء، ص ۱۹۰۔
۱۰۔ خورشید حسن قاسمی، مولانا، ''دارالعلوم دیوبند کی تاریخی شخصیات''، مکتبہ تفسیر القرآن، جامع مسجد دیوبند، ۱۴۲۴ء، ص ۴۰۰۔
۱۱۔ پروفیسر احمد سعید، ''بزمِ اشرف کے چراغ''، مصباح اکیڈمی لاہور، اگست ۱۹۹۲ء، ص ۴۷۔
۱۲۔ حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، ''اکابر علماء دیوبند''، ادارۂ اسلامیات انارکلی لاہور پاکستان، طبع جدید جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۲۷۸۔
۱۳۔ مولانا محمد عبیداللہ، ماہ نامہ ''خدام الدین'' (ت۔ن)
۱۴۔ سید قیصر از ہر شاہ، ''یادگارِ زمانہ ہیں یہ لوگ''، فرید بک ڈپو، نئی دہلی، انڈیا، جولائی ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۸۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ احمد سعید، پروفیسر: اگست ۱۹۹۲ء، ''بزمِ اشرف کے چراغ''، مصباح اکیڈمی لاہور۔
۲۔ بخاری، محمد اکبر شاہ: ۱۹۹۲ء، ''ذکرِ طیّب''، مکتبہ ملت دیوبند، انڈیا۔
۳۔ حبیب اللہ قاسمی، مولانا: ۱۴۱۷ء، ''مجالسِ حکیم الاسلام''، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، پاکستان۔
۴۔ خورشید حسن قاسمی، مولانا: ۱۴۲۴ء، ''دارالعلوم دیوبند کی تاریخی شخصیات''، مکتبہ تفسیر القرآن، جامع مسجد دیوبند۔
۵۔ دیوبندی، محمد نواز، ڈاکٹر: جنوری ۲۰۰۰ء، ''تاریخ دارالعلوم دیوبند''، نواز پبلی کیشنز دیوبند، انڈیا۔
۶۔ سید از ہر شاہ، قیصر: جولائی ۲۰۰۶ء، ''یادگارِ زمانہ ہیں یہ لوگ''، فرید بک ڈپو نئی، دہلی انڈیا، جولائی۔
۷۔ صدیقی، محمد اسعد: سن ندارد۔ ''ذکرِ طیب'' (ماخوذ از: دارالعلوم دیوبند کی ایک مظلوم شخصیت)۔
۸۔ مجالس حکیم الاسلام، بحوالہ: انوارِ مدینہ، ۲۰ر فروری ۱۹۸۴ء، محمد عبیداللہ، جامعہ اشرفیہ لاہور، پاکستان۔
۹۔ محبوب رضوی، سید: ۱۹۹۳ء، ''تاریخ دارالعلوم دیوبند''، مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔
۱۰ محمد تقی عثمانی: ۲۰۰۶ء، ''نقوشِ رفتگاں''، (بحوالہ ماہنامہ البلاغ کراچی شمارہ نمبر۱۲) فرید بک ڈپو، نئی دہلی، انڈیا۔
۱۱۔ محمد اکبر شاہ بخاری، حافظ: جنوری ۱۹۹۹ء، ''اکابر علماء دیوبند''، طبع جدید، ادارۂ اسلامیات انارکلی، لاہور، پاکستان۔

رسائل:

۱۔ ماہ نامہ ''الرشید''، ۱۹۸۳ء۔
۲۔ ماہ نامہ ''خدام الدین''، سن ندارد۔